14 مارچ 2014

سپریم کورٹ، الیکشن کمیشن یا میڈیا پر الزام کیوں

جناب ارون جیٹلی
راجیہ سبھا میں حزب اختلاف کے لیڈر

گذشتہ 24 گھنٹے میں میں نے دو اہم تبصرے سنے جنھوں نے مجھے پریشانی میں ڈال دیا۔

وزیر خارجہ سلمان خورشید لندن میں کسی لیکچر کے لیے گئے تھے۔ اپنے خطاب میں میں انھوں نے تبصرہ کیا کہ سپریم کورٹ اور الیکشن کمیشن اپنے دائرہ اختیار سے باہر جا رہے ہیں۔ان کا ماننا ہے کہ کچھ ایسے لوگ ہندوستانی جمہوریت ایسے لوگ ہندوستانی جمہوریت کو کنٹرول نہیں کر سکتے جو منتخب ہوکر نہیں آئے ہیں کیونکہ یہ کام منتخب نمائندوں کے ذریعے ہی کیا جانا چاہیے۔ہندوستانی آئین کے تحت اختیارات کی واضح تقسیم کی گئی ہے۔نظم وضبط کی ذمہ داری عدالتوں کی ہے۔کورٹ بل کے ذریعہ بنائے گئے کسی بھی قانون کی آئینی معیاد کا قانونی جائزہ لے سکتا ہے۔عدالت مجلس عاملہ کے سبھی کاموں کا قانونی جائزہ لے سکتا ہے۔کورٹ کا کام ہے کہ وہ آئینی اداروں کے دائرہ اختیار کی حدود کے بارے میں فیصلہ کرے۔عام طور پر عدالتیں مجلس عاملہ کی طرح اپنی سمجھ نہیں بدل سکتیں۔پالیسی بنانا مجلس عاملہ کا کام ہے قانون بنانا پارلیمنٹ کا کام ہے۔ان کے کاموں کا قانونی جائزہ کے لیے کورٹ ہمیشہ آ سکتی ہے اور کسی بھی غیر قانونی کام پر روک لگا سکتی ہے۔کورٹ مجلس عاملہ کو حکم دے سکتی ہے کہ وہ قانون کے حکم کی پابندی کرے۔

کورٹ یہ بھی پتہ لگانے کی خواہش رکھ سکتی ہے کہ کوئی فیصلہ لیتے وقت کیا مجلس عاملہ سوچ سمجھ کر کام کر رہی ہے۔سبھی فیصلے واضح ہونے چاہیں۔ان وضاحتوں کو ریکارڈ میں رکھا جانا چاہیے۔صرف ایک خیال کے ساتھ کسی قانون کی موجودگی کا خیال نہیں کیا جا سکتا۔قانون کی وضاحت اور قانونی جائزہ لیتے وقت کورٹ اس کی آئینی اور تناسب کے اصولوں کو دیکھ کر پرکھ سکتی ہیں۔اسے کچھ لوگ جج کے ذریعہ بنایا گیا قانون بھی کہہ سکتے ہیں یہ صحیح ہے کہ کبھی کبھی سپریم کورٹ مجلس عاملہ کے لیے قانون، دستور اور سمت، اصول طے کر دیتا ہے۔حالیہ برسوں میں کچھ آئینی اعلانات میں حقوق کو تقسیم کرنے کی بات کو پوری طرح خارج کر دیا گیا۔لیکن کچھ غیر معمولی چیزیں ہو سکتی ہیں ان سے ہندوستان کے آئین سے متعلق کام کاج کا عام اشارہ نہیں ملتا۔

الیکشن کمیشن آف انڈیا کئی سال سے مضبوط ہو کر ابھرا ہے اس کی آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرانے کی اہم ذمہ داری ہے۔اس نے اچھا کام کیا ہے۔ہندوستانی جمہوریت، آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرانے اور ایک آزاد عدلیہ کی وجہ سے ہی باقی ہے، ایک آزاد میڈیا اور ایک پرجوش پارلیمانی جمہوریت نے ہندوستان میں جمہوریت کی روایت کو مضبوط بنانے میں اہم رول ادا کیا ہے۔ضابطہ اخلاق شروع میں غیر آئینی تھی آج اسے آئین کے آرٹیکل 324 کے تحت انتخابی کمیشن کے دائرہ اختیارات کے طور پر قانون نافذ کرنے والے ادارے کے طور پر حق ملا ہوا ہے۔2002 میں سپریم کورٹ نے اپنے ایک فیصلے میں اس کی تصدیق بھی کی ہے۔خاص طور سے اس کی وجہ سے کبھی کبھی حکومتوں کو مثالی ضابطہ اخلاق پریشانی کا سبب معلوم ہوتی ہے۔لیکن اس کا مقصد ہندوستان کو آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرا کر سبھی کو موقع فراہم کرانا ہے۔یہ تعجب خیز بات ہے کہ حکومت کے ایک سینئر وزیر نے غیر ملکی سرزمین پر جا کر ان اداروں پر تنقید کی ہے۔یہ ایسے ادارے ہیں جنھوں نے ہندوستان میں

جمہوریت کو مضبوط بنانے میں تعاون دیا ہے۔

دوسری پریشانی میں ڈالنے والا تبصرہ اروند کیجریوال نے کیا ہے۔ان کا کہنا تھا کہ شری نریندر مودی میڈیا کوارٹ میں لیے ہوئے ہیں اور مودی لہر چلا رہا ہے انھیں لگتا ہے کہ میڈیا کو پیسہ دیا جارہا ہیاور اروند کیجریوال کے مرکز میں اقتدار میں آنے کے بعد وہ اس کے لیے ذمہ دار صحافیوں کو جیل میں ڈال دیں گے۔یہ احساس ہونے کے بعد کی ان کے رابصرے سے لوگوں کا سخت ردعمل ہورہا ہےتو وہ اب اپنے بیان سے پھر گئے ہیں۔

اروند کیجریوال نے لوگوں کو لبھا کر شروعات کی وہ عوام کو ورغلاتے رہے وہ بغیر ثبوت کے کسی ایک طرف سے الزامات لگا سکتے ہیں،سچائی سے ان کا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔وہ بار بار جھوٹ بولنے میں یقین رکھتے ہیں ان کا ماننا ہے کہ جو خیالات انھوں نے رکھیں ہیں وہ صحیح ہیں۔مختلف علاقوں میں لبھانے کا فن جاننے کی وجہ سے ان کا کوئی اصول نہیں ہے،اپنی بات رکھنے سے پہلے وہ بھیڑ کا مزاج دیکھتے ہیں،اس طرح کا شخص جمہوری اداروں کے لیے بےحد خطرناک ہے۔عام زبان میں ان کی رائے ہے کہ میڈیا کو سبق سکھایا جانا چاہیے۔کیونکہ وہ ایمان دار نہیں ہے۔کیمرے میں جو کچھ ریکارڈ کیا گیا ہے اس سے وہ پھر سکتے ہیں۔

سلمان خورشید اور اروند کیجریوال جمہوری اداروں جیسے مجلس عاملہ،آزاد پریس،یا الیکشن کمیشن سے ناراض کیوں ہیں،ان کی تنقید اچھی سیاست کا اشارہ نہیں ہے۔انتخاب میں ہار اور جیت انتخابی عمل کا حصہ ہے۔ہندوستان اور اس کی جمہوریت دائمی ہے،سلمان خورشید اور اروند کیجریوال کو انتخاب میں شکست کے امکانات سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔